دار الافتاء
جامعہ مدنیہ لاہور

حضرت مولانا ڈاکٹر عبد الواحد
مُدرّس و نائب مُفتی و فاضل جامعہ مدنیہ

سوال: زید نے ایک رجسٹرڈ دینی ادارہ میں عرصہ آٹھ سال سے کام کیا جس بنا پر عوام الناس ہر طرح سے مطمئن تھے، مگر مہتمم صاحب نے ذاتی مفاد کی بناء پر ۶ ر رجب المرجب کو سرپرست اعلیٰ کی طرف سے یہ فیصلہ سُنایا کہ مدرس کے ذمّہ صرف تدریس کا کام ہوگا اور صُبح کی نماز مع درس قرآنِ پاک بھی دیں گے باقی مسجد کے کام کی ذمّہ داری سے مدرس الگ رہیں گے، البتّہ صُبح کی نماز مع درس قرآن پاک کے متعلّق شوال المکرم کے آخر میں فیصلہ کیا جائے گا ــــ حسبِ معاہدہ مدرس نے تدریس کا کام مع صبح کی نماز درس قرآن پاک کے شروع کر دیا۔ اَب شوال المکرم کے آخر میں مہتمم صاحب نے سَرپرست اعلیٰ سے استعفیٰ (مراد ہے معزولی) لکھوا کر پیش کر دیا۔ جبکہ سَرپرست اعلیٰ نے یہ تسلیم کیا آپ کو بلا جرم اور بلا وجہ نکالا جا رہا ہے۔ مدرس نے سال کی تنخواہ کا مطالبہ کیا تو حق شرعی ہونے کی صُورت میں اُنھوں نے منظور کر لیا تو آپ مدرس کے قواعد کے مطابق اس مسئلہ کی وضاحت فرما دیں کہ عہد خلافی کی صُورت میں مدرس اس سال کی تنخواہ لے سکتا ہے؟

جواب: یہ دیکھا جائے گا کہ اجارہ یعنی ملازمت ماہانہ ہے یا سالانہ اگر اجارہ ماہانہ ہے تو مہینہ ختم ہونے پر اجارہ ختم ہو جاتا ہے اور تجدید نہ کرنے کی صورت میں آگے جاری نہیں رہتا، لہٰذا مزید مُدّت کی تنخواہ کا مستحق نہیں۔

اور اگر اجارہ سالانہ (سنویہ) ہو تو بلا عذر متولی مدرس کی رضامندی کے بغیر اجارہ کو فسخ نہیں کر سکتا۔ ہاں سال گزرنے کے بعد آئندہ کے لیے تجدید نہ کرے تو یہ ہو سکتا ہے۔ بہرحال مدرس جب فسخ اجارہ پر راضی ہو جائے تو جتنی مُدّت کام کیا ہے اتنی مُدّت کے حساب سے تنخواہ

وصول کر سکتا ہے۔ زائد نہیں۔

حاصل یہ ہے کہ زید کے ملازمت چھوڑنے کی صورت میں اُس کو آئندہ زمانے کی تنخواہ نہیں ملے گی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

سوال: آج کل کچھ پینٹ بنانے والے حضرات اپنے پینٹ کے ہر ڈبّے میں کاغذ کا ایک مخصوص ٹکڑا (جسے ٹوکن کہا جاتا ہے) ڈال دیتے ہیں اور اس کا عِلم بیچنے والے دکاندار کو بھی کر دیا جاتا ہے۔ دکاندار اس کے بارے میں (ٹوکن کے بارے میں) کاریگر، پینٹر حضرات کو بتاتے ہیں ہونا یُوں ہے کہ جب گھروں یا اداروں میں پینٹ کروانے کے لیے پینٹر حضرات کو بُلایا جاتا ہے تو وہ بڑے پُرزور طریقے سے اُس کمپنی کے ڈبّوں کا نام لیتے ہیں اور اُس کی خُوب تشہیر بھی کرتے ہیں۔ اس لیے تاکہ مالک اُسے خریدنے پر تیّار ہو جائے۔ اب مالک اُسے خریدنے کے لیے یا تو خود جاتا ہے یا پھر کاریگر کو بھی ساتھ لے جاتا ہے یا صرف پیسے دے کر کاریگر کو ہی بھیج دیتا ہے لہٰذا اس طرح وہ ڈبّہ خرید کر کے گھر آجاتا ہے۔ اَب ڈبّے کو کاریگر ہی نے کھولنا ہے اور وہ اس رنگ میں سے وہ کاغذ کا ٹوکن نکال کر دکاندار کے پاس لے جاتا ہے اور دکاندار اُس ٹوکن کے عوض اُسے مخصوص نمبر کے لحاظ سے ۱۰، ۲۰، ۵۰ روپے ادا کر دیتا ہے اور اس طرح وہ رقم بجائے مالک (جسنے رقم ادا کی ہے) کی بجائے وہ کاریگر خود رکھ لیتا ہے چونکہ مالک کو اس کی خبر نہیں ہو پاتی۔ لہٰذا اُس انعام کی رقم جو کہ مالک کی ملکیت ہے کی بجائے وہ کاریگر حاصل کر لیتا ہے اَب اس تمام معاملے کا علم صرف فیکٹری والے حضرات یا دکاندار حضرات یا کاریگر حضرات ہی کو ہے اس لیے اس کا فائدہ کاریگر کو ہی پہنچتا ہے۔ اَب سوال یہ ہے کہ چونکہ ہم دکاندار بھی اس میں ملوّث ہیں اور تعاون کر رہے ہیں تو کیا یہ مذکورہ بالا معاملہ دُرست ہے؟ اور ہم دکانداروں کی اس میں پوزیشن کیا ہے؟ کہیں ہم اس کاروبار میں ممد و معاون ہو کر گناہ گار تو نہیں ہو رہے ایسی صورت میں ہمیں کیا کرنا چاہیے براہِ کرم ضرور رہنمائی فرما دیں۔

جواب: یہ پینٹ بنانے والوں کی جانب سے کاریگر کو رشوت دینے کی ایک صُورت ہے اور ناجائز ہے۔ دکاندار کو اس سکیم میں شرکت یا معاونت سے اجتناب ضروری ہے پینٹ بنانے والوں کو سمجھائیں اور یا تو ایسا مال اپنی دُکان پر نہ رکھیں یا خریدنے والے کاریگر کو بتا دیں کہ اُس کو ٹوکن پر رقم نہیں دی جائے گی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔